تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب

محراب میں قیامِ امام سے متعلق درستگی کے تاج

محراب کے معنی اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے پر نفیس بحث

تصنیفِ لطیف
اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملّت،
امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تیجان الصواب في قیام الإمام في المحراب

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

۲۰ ھ ۱۳

تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب

(محراب میں قیامِ امام سے متعلق درستگی کے تاج)

(محراب کے معنی اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے پر نفیس بحث)

مسئلہ از جبل پور قریب مسجد کوتوالی مرسلہ مولٰنا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی

۶ جمادی الاخرٰی ۱۳۲۰ھ

امابعد ما یقول سیدنا وسندنا ومولٰنا ومرشدنا والذخر لیومنا وغدنا ووسیلتنا وبرکتنا فی الدنیا والدین، اٰیة من اٰیات اللہ رب العٰلمین، نعمة اللہ علی المسلمین، اعلم العلماء المتبحرین افضل الفضلاء المتصدرین، تاج المحققین سراج المدققین، مالك ازمة الفتاوٰی والمفتین، ذوالمقامات الفاخرة والکمالات الزاهرة الباهرة، صاحب الحجة القاهرة، مجدد المائة الحاضرة، العلامة الاجل الابجل، حلال عقدة ما لا یحل، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، صدر الشریعة، محی السنة، المحدث

حمد وصلٰوۃ کے بعد، کیا فرماتے ہیں ہمارے سربراہ و آقا، مرشد، ہمارے آج اور کل کے لئے ذخیرہ، دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ، اللہ رب العالمین کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، مسلمانوں پر اللہ کی نعمت، متبحر علماء سے زیادہ صاحبِ علم فضلاء سے افضل، تاج المحققین، سراج المدققین، فتاوٰی اور اصحابِ فتاوٰی کے شیخ، صاحبِ مقاماتِ کاملہ اور کمالاتِ زاہرہ و باہرہ، صاحبِ حجتِ قاہرہ، مجددِ مائۃ حاضرہ، علامہ اجل و ابجل، نہ کھلنے والے عقدوں کو کھولنے والے، علوم کے سمندر، مخفی رازوں کے واضح کرنے والے، صدر الشریعۃ، سنت کو زندہ کرنے والے، عظیم محدث و

الفقیہ العدیم النظیر التحریر لازالت لوامع افکارہ توضح غوامض المشکلات وانوار اسرارہ تحل المعضلات فی ھذا المرام۔

سوال اوّل امام راتب اگر محراب را گزاشتہ در مسجد یا در صحن بازائے وسط قیام نماید آیا ایں ترک مقام معین و مقام در غیر محراب مکروہ باشد یا نہ برتقدیر اول انچہ در کتاب مستطاب رد المحتار در باب الامامۃ مذکور است والظاھر ان ھذا فی الامام الراتب لجماعۃ کثیرۃ لئلا یلزم عدم قیامہ فی الوسط فلو لم یلزم ذٰلک لایکرہ[2] فما المراد منہ وبرتقدیر ثانی آنچہ در ہماں کتاب در مکروہات الصلٰوۃ مسطور است ومقتضاہ ان الامام لو ترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الامۃ وھو ظاھر فی الامام الراتب دون غیرہ والمنفرد[1] الخ فما المستفاد عنہ از عبارت اولٰی مفہوم می شود کہ ترکِ محراب سببِ کراہت نیست بلکہ لزوم عدم قیام فی الوسط باعثِ کراہت است پس اگر امام راتب ہم ترک محراب نمودہ در غیر محراب بمحاذات وسط صف

www.mahnaratnetwork.org

فقیہ، جن کی مثالیں نہیں، آپ کے افکارِ عالیہ ہمیشہ نہایت ہی مشکل پیچیدگیوں کو واضح کرتے رہیں، اور آپ کے اسرار کے نور اس مقصد کی مشکلات روشن کرتے رہیں۔

سوال اوّل مقررہ امام اگر محراب چھوڑ کر مسجد یا صحنِ مسجد محراب کے مقابل درمیان میں کھڑا ہوا تو کیا مقامِ مقررہ کا چھوڑنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو ردالمحتار کے باب الامامت کی اس عبارت "ظاہر یہ ہے کہ یہ اس امام مقرر کے لئے ہے جو جماعتِ کثیرہ کا ہو تاکہ اس کا وسط میں کھڑا نہ ہونا لازم آئے، اور اگر ایسی صورت نہیں تو کراہت نہیں" کا کیا معنیٰ ہوگا؟ اور مکروہ نہیں تو اس کتاب کے باب مکروہاتِ نماز میں تحریر ہے "اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر امام نے محراب چھوڑ دیا اور دوسری جگہ کھڑا ہوگیا تو مکروہ ہے اگرچہ اس کا قیام صف کے درمیان میں ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا یہ عمل اُمت کے عمل کے خلاف ہے اور یہ بات مقررہ امام میں واضح ہے مگر غیر مقرر امام اور منفرد میں نہیں" تو اس کا مفہوم کیا ہوگا؟ پہلی عبارت سے یہ سمجھ آرہا ہے کہ ترکِ محراب کراہت کا سبب نہیں بلکہ وسط میں کھڑا نہ ہونا سببِ کراہت ہے لہذا اگر مقرر امام بھی محراب ترک کردے اور کسی اور مقام پر اس کے محاذات میں صف کے درمیان

---

[1] ردالمحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸

[2] ردالمحتار مطلب اذا تردد الحکم بین سنۃ وبدعت " " " " " ۱/۶۴۶

قیام نماید در مسجد باشد یا در صحنِ مسجد یا جماعت قلیل کہ از و عدم محاذات وسط صف لازم نیاید مکروہ نباشد واز عبارت اخری مستفاد می شود کہ امام راتب را ترک محراب وقیام در غیر محراب مطلقاً اگرچہ بازائے وسط صف باشد و بہر کجا کہ بود اندرونِ مسجد یا بیرونِ مسجد در صحن وغیرہ مکروہ باشد لانہ خلاف عمل الامۃ وظاھرھما یدل علی التضارب و التنافی بینھما فکیف التطبیق۔

سوال دوم قیام امام در محراب بطوریکہ مصرح فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی است یعنی قیامہ خارجہ و سجودہ فیہ چہ حکم دارد مباح یا سنّت، امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی در جامع صغیر می فرمایند عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی لاباس ان یکون مقام الامام فی المسجد وسجودہ فی الطاق ویکرہ ان یقوم فی الطاق اھ[1] وھکذا فی الھدایۃ و در کتاب الآثار می نویسند واما نحن فلا نری باسا ان یقوم بحیال الطاق مالم یدخل فیہ اذا کان مقامہ خارجا منہ و سجودہ فیہ وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ[2] فیفھم من ھذہ العبارات

کھڑا ہو خواہ مسجد کے اندر ہو یا صحنِ مسجد میں یا جماعت قلیل ہو تاکہ وسط صف کی عدم محاذات لازم نہ آئے تو یہاں کراہت نہ ہوگی اور دوسری عبارت سے پتا چلتا ہے کہ مقرر امام کا محراب کو ترک کرکے غیر محراب میں کھڑا ہونا خواہ صف کے وسط میں ہو اندرونِ مسجد یا صحنِ مسجد میں ہر جگہ مکروہ ہے کیونکہ یہ عملِ اُمت کے خلاف ہے اور ان دونوں عبارات میں بظاہر تعارض و منافات ہے ان میں تطبیق کیسے ہوگی؟

سوال دوم امام کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا جو فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے بیان کیا ہے یعنی خود خارج میں کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے کیا حکم رکھتا ہے مباح یا سنّت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے جامع صغیر میں فرمایا کہ امام یعقوب نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل کیا ہے کہ امام کا مسجد میں کھڑا ہوکر محراب میں سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اھ اور ہدایہ میں بھی اسی طرح ہے اور کتاب الآثار میں امام محمد لکھتے ہیں کہ رہا معاملہ ہمارا تو اگر امام محراب کے گوشے میں کھڑا ہو بشرطیکہ اس میں داخل نہ ہو اور اس کی قیام گاہ اس سے باہر ہو اور سجدہ اس کے اندر ہو تو ہمارے نزدیک کوئی حرج نہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کا بھی یہی موقف ہے، ان تمام عبارات سے

---

[1] الجامع الصغیر باب فی الامام این یستحب لہ ان یقوم الخ مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ١١

[2] کتاب الآثار باب الصلوٰۃ فی الطاق ؍؍ ادارۃ القرآن کراچی ص ٢١

الاذن والرخصة فیه۔ واز اکثر کتب معتمدهٔ فقهیه هم جواز مطلق مفهوم می شود که عبارات متون و شروح معتبرهٔ مشهوره یکره قیام الامام فی الطاق ولا یکره سجوده فی الطاق اذا کان قائما خارج المحراب[1] اھ ملخصا عینی کنز، لاسجود فیه وقدماه خارجه[2] الخ مختصرا درمختار، لا یکره ان قام الامام فی المسجد وسجد فی الطاق الخ مختصرا قهستانی وغیرها من العبارات المتقاربة لها مشعر همین معنی خواهند شد ازاین تصریحات معلوم می شود که قیام امام در محراب بطور مذکور مباح و جائز ست نه که سنت و مندوب پس از ترک محراب و قیام در غیر آن هیچ کراهتے لازم نیاید اما علامهٔ محقق شامی رحمة الله علیه در ردالمحتار از معراج الدرایه و مبسوط نقل می فرمایند السنة ان یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولو قام فی احد جانبی الصف یکره[3] الخ ایضا السنة ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا ترى

یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اجازت و رخصت ہے، اور اکثر کتبِ فقہ جو معتمد ہیں ان سے بھی مطلق جواز مفہوم ہوتا ہے کیونکہ مشہور متون اور شروحات میں درج ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں سجدہ کرنا مکروہ نہیں جبکہ وہ خارجِ محراب کھڑا ہو اھ تلخیصا عینی کنز، محراب میں اس کا سجدہ مکروہ نہیں جبکہ اس کے قدم محراب سے خارج ہوں الخ اختصاراً، درمختار میں ہے اگر امام مسجد میں کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں ہو تو کراہت نہیں الخ اختصاراً، قہستانی اور دیگر کتب میں ایسی ہی قریب المعنی عبارات ہیں جن سے یہی معنی مترشح ہوتا ہے، ان تمام تصریحات سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام کا محراب میں مذکورہ طریقہ پر کھڑا ہونا جائز و مباح ہے سنت و مندوب نہیں لہذا محراب کا ترک اور دوسری جگہ کھڑے ہونے سے کراہت لازم نہیں آتی۔ لیکن علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں معراج الدرایہ اور مبسوط سے نقل کیا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ دونوں اطراف میں اعتدال ہو جائے، اگر کسی ایک جانب کھڑا ہوا تو کراہت ہوگی الخ وہاں یہ بھی ہے امام کا وسطِ صف کے مقابل کھڑا ہونا سنت ہے کیا آپ نے

---

[1] عینی علی الکنز باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳

[2] درمختار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ 〃 مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۲

[3] جامع الرموز للقہستانی فصل 〃 〃 〃 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۱۹۴

[4] ردالمحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب 〃 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸

ان المحاریب ما نصبت الا وسط المساجد وھی عینت لمقام الامام[1] ایضا والاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ ان یقوم بین الساریتین او فی زاویۃ او فی ناحیۃ المسجد او الی ساریۃ لانہ خلاف عمل الامۃ قال علیہ الصلٰوۃ و السلام توسطوا الامام[2] الخ واز تاتارخانیہ می آرند ویکرہ ان یقوم فی غیر المحراب الا بضرورۃ[3] ونیز می فرمایند یفھم من قولہ او الی ساریۃ کراھۃ قیام الامام فی غیر المحراب ویؤیدہ قولہ قبلہ السنۃ ان یقوم فی المحراب وکذا قولہ فی موضع اٰخر والسنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف[4] الٰی اٰخر ما ھو المنقول والمذکور فیہ کل ذلک یدل علی ان السنۃ للامام ان یقوم فی المحراب ویکرہ ان یقوم فی غیرہ فما صورۃ التطبیق بین ھذہ الاقوال المختلفۃ او الترجیح لواحد علی وجہ یتبین بہ الصواب والحکم الصحیح آیا امام راتب

نہیں دیکھا کہ محرابیں مساجد کے درمیان بنائی جاتی ہیں جو امام کے مقام کا بھی تعین کر دیتی ہیں اور اصح قول جو امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ میں امام کا دو ستونوں کے درمیان یا زاویہ یا مسجد کے گوشے یا ستون کی طرف کھڑا ہونے کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ یہ عمل اُمت کے خلاف ہے۔ حضور علیہ الصلٰوۃ و السلام نے فرمایا: امام کو درمیان میں کھڑا کرو۔ تاتارخانیہ میں ہے کہ امام کا ضرورت کے بغیر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ امام صاحب کے قول "یا ستون کی طرف" سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر محراب میں امام کا قیام مکروہ ہے، اس کی تائید اس پہلے قول سے ہوتی ہے کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے، اسی طرح دوسرے مقام پر ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام وسطِ صف کے مقابل کھڑا ہو۔ اس بارے میں جو کچھ منقول و مذکور ہے وہ تمام اس پر دال ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے اور غیر محراب میں قیام مکروہ ہے، تو اب ان مختلف اقوال میں تطبیق کیسے ہوگی یا ان میں سے کسی ایک کو ترجیح کیسے دی جائے تاکہ درست رائے اور حکم صحیح واضح و متعین ہوجائے، کیا امام کا

---

[1] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸
[2] ردالمحتار باب مایفسد الصلٰوۃ وما یکرہ فیہا " " " " " ۱/۶۴۶
[3] ردالمحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب " " " " " ۱/۵۶۸
[4] " " " " " " " " " " " "

راقیام درصحنِ مسجد بمحاذاۃ محراب درصف کما ھو المتعاد فی دیارنا بنابر اعتبار فرق مسجد صیفی و شتوی جائز داشتہ شدہ یا بوجہے دیگر فالمسئول من الحضرۃ العلیۃ البھیۃ السنیۃ الرضیۃ المطھرۃ القدسیۃ ان نستفیض بتحقیق المقام وتوضیح المرام بحیث ینکشف بہ المشکل و ینحل بہ المعضل فتطمئن بہ الاوھام۔

محراب کے محاذی صحنِ مسجد میں قیام جیسا کہ ہمارے علاقے میں متعارف ہے بنابر اعتبار مسجد صیفی و شتوی جائز ہے یا کوئی اور صورت ہے، اس بارگاہ میں سوال ہے جو بلند، اعلیٰ، محبوب، پاکیزہ و مقدسہ ہے کہ ہمیں اس مقام کی ایسی تحقیق اور مقصد کی وضاحت عطا فرمائے جس سے مشکل حل ہوجائے اور ذہن مطمئن ہوجائیں۔ (ت)

بینوا توجروا۔ فقیر حقیر مستہام غلام تراب الاقدام اذل خدام الحضور عالی مقام احقر الطلبہ محمد عبدالسلام سُنّی حنفی قادری جبلپوری عفی عنہ۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد بر ضمیر منیر ہدی تخمیر مولٰنا الفاضل الکامل العالم العامل التقی النقی الحفی الوفی الصفی الزکی الذکی السُّنی السنی الجمیل الجلیل المولوی الشاہ محمد عبدالسلام القادری البرکاتی السنی الحنفی سلمہ اللہ تعالٰی بالعز والاکرام و السلامۃ والسلام وحمایۃ الاسلام وجعلناہ و ایاہ دارالسلام آمین آمین یا ذا الجلال والاکرام مستتر نیست کہ مسئلہ مرسلہ سامی برچار سوال اشتمال دارد، یکے نفی تنافی از دو عبارت علامہ شامی کہ جائے عنائے کراہت درحق امام عدم توسط صف را داشتہ است نہ ترک محراب را تا آنکہ اگر میانہ صف ایستد کراہت نبود اگرچہ ترک محراب گوید، ودیگر جانفس ترکش را تا آنکہ اگر در غیر محراب ایستد کراہت باشد گو میانہ صف باشش دوم دفع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ہم اس کی حمد بجالاتے ہیں اور اس کے رسول کریم کی خدمت میں صلٰوۃ وسلام عرض کرتے ہیں، حمد وصلٰوۃ کے بعد، اے روشن ضمیر، سراپا ہدایت، مولٰنا الفاضل الکامل العالم العامل تقی نقی لائق تام، پاکیزہ، ستھرا، سنی، قیمتی، جمیل، بزرگ، اللہ تعالٰی ان کو عزت واکرام سے زندہ رکھے، ہمیں اور ان کو جنت میں داخل کرے، یا ذا الجلال والاکرام آمین! ارسال کردہ مبارک مسئلہ چار سوالات پر مشتمل ہے ایک یہ ہے کہ علامہ شامی کی دو عبارات میں منافات کی نفی مقصود ہے کہ ایک جگہ امام کے صف میں عدم توسط کو علتِ کراہت قرار دیا ہے نہ کہ ترکِ محراب کو، حتی کہ اگر امام صف کے درمیان کھڑا ہوجاتا ہے اگرچہ محراب میں نہیں تو اب کراہت نہ ہوگی، دوسرے مقام پر ترکِ محراب کو مکروہ کہا ہے حتی کہ اگر امام محراب چھوڑ کر

تدافع از تنصیصات متون وغیرہا کہ قیام در نفس محراب را مکروہ فرمودہ اند و بازائے او استادن را چنانکہ سجدہ در محراب افتد بہ لفظ لاباس بہ کہ مفید مجرد اباحت عاری از فضیلت بلکہ در غالب اطلاق مشعر بکراہت است تعبیر نمودہ، وتصریحات مبسوط امام خواہرزادہ ومعراج الدرایہ وتاتارخانیہ وغیرہا کہ قیام امام در محراب سنت است وترکش موجب کراہت واسارت، سوم آنکہ امام راتب را ترک محراب با وصف توسط صف در مسجد صیفی خواہ شتوی مکروہ باشد یا خیر، چہارم آنکہ امام را بازائے محراب ایستادن چنانکہ سجدہ درون طاق باشد سنت ووجہ فضیلت ست یا محض مباح، دو سوال پیشیں متشابہ ومتماثل ست عبارت اول شامی کہ ترک محراب را وجہ ایراث کراہت نداشت با نصوص متون موافق می آید کہ قیام بازائے محراب را لاباس بہ گفتند پیداست کہ ترک مباح کراہتے ندارد وعبارت دومش باقوال مبسوط وامثالہ مشایعت نماید کہ قیام فی المحراب چوں مسنون ست نفس ترکش ہرآئینہ مکروہ وزبون ست وسوال سوم نیز ازہمیں مناشی ناشی آمدہ کہ او نیز از کراہت وعدم کراہت ترک محراب مستحسن می رائد واگر نیکو بنگرند سوال چہارم نیز ازہمیں گریبان سربرزدہ زیراکہ چونکہ بتصریحات ائمہ مذہب قیام در نفس طاق مکروہ است لاجرم آنجا کہ حکم فضیلت

دُوسری جگہ کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہے خواہ وہ درمیان صف ہی کھڑا ہو، دوم متون وغیرہ کی نصوص کے درمیان اختلاف کا تدافع ہے کہ بعض میں ہے کہ محراب میں قیام مکروہ ہے اور اس کے سامنے کھڑا ہونا اور سجدہ محراب میں کرنے کی صورت کو "اس میں کوئی حرج نہیں" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جو اس بات پر دال ہے کہ یہ مباح ہے اور فضیلت سے عاری ہے بلکہ اغلب طور پر ان کا اطلاق کراہت پر ہوتا ہے، دوسرے متون مثلاً مبسوط امام خواہرزادہ، معراج الدرایہ اور تاتارخانیہ وغیرہ میں ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے اور اس کا ترک کراہت واساءت کا موجب ہے تیسرے یہ کہ امام مقررہ کا محراب کو چھوڑنا خواہ مسجد صیفی ہو یا شتوی اگرچہ وہ صف کے درمیان ہی کھڑا ہو مکروہ ہے یا نہیں۔ چہارم یہ کہ امام کا محراب کے سامنے اس طرح کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب کے اندر ہو، سنت اور سبب فضیلت ہے یا صرف مباح، پہلے دونوں سوالات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ امام شامی کی پہلی عبارت کہ امام کا ترکِ محراب مکروہ نہیں ان نصوصِ متون کے موافق ہے کہ امام کا مقابلِ محراب کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ترکِ مباح میں کراہت نہیں ہوتی، دُوسری عبارت شامی کی مبسوط وغیرہ کتب کے مناسب و موافق ہے کہ جب امام کا محراب میں کھڑا ہونا مسنون ہے تو اس کا ترک بہرطور مکروہ ہوگا۔ تیسرا سوال بھی اسی تشابہ کی بنا پر پیدا ہوا کہ ترکِ محراب کی کراہت وعدمِ کراہت ہے یا نہیں، اگر

یا سلب کراہت کنند مراد نباشد مگر قیام بازائے او قریباً پس سوال از دو شق فضیلت و اباحت محضہ راجع شود بتخالف ما فی المتون والمبسوط پس گرہے کہ ایں جا باید کشود ہمیں ست کہ معنی قیام فی المحراب و حکمش در حق امام از کراہت و اباحت و استحباب چیست و ہرچہ منقح شود در کلمات کرام ایں چہ تنافی ست۔

فقیر گوید غفر اللہ لہٗ اما دفع تدافع میان حکم سنیت و تعبیر بلا باس بہ بنظر ظاہر خود آسان ست کلمۂ لا باس گاہے برائے دفع توہم باس آید گو آں کار خود سنت بلکہ واجب باشد قال اللہ تعالٰی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما[1] عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما خالہ اش ام المومنین محبوبۂ محبوب رب العلمین عائشہ صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالٰی علٰی بعلہا الکریم

اسے مستحسن جانتے ہیں تو چوتھا سوال اسی سے جنم لے گا کیونکہ جب ائمۂ مذہب کی تصریحات ہیں کہ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے تو اب ہر صورت فضیلت یا عدم کراہت کا حکم نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں جب قیام محراب کے مقابل ہو پس ان دو شقوں کی وجہ سے، فضیلت و اباحت محضہ کا سوال متون اور مبسوط میں تخالف و تضاد کی طرف راجع ہو گیا، یہاں اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ امام کا محراب میں کھڑے ہونے کا معنی و مفہوم کیا ہے، امام کے حق میں اس کا کیا حکم ہے مکروہ، مباح یا مستحب ہے؛ جب ان بزرگوں کے کلمات سے یہ واضح ہو جائیگا تو (پھر دیکھنا ہے کہ) منافات کیا ہے!

فقیر (اللہ تعالٰی اسے معاف کرے) کہتا ہے کہ اسے سنت قرار دینا اور "اس میں کوئی حرج نہیں" کہنا اس پر منافات کا دور کرنا نہایت ہی آسان ہے کیونکہ "لا باس بہ" کے کلمات دفعِ وہم کے لئے بھی آجاتے ہیں اگرچہ وہ کام سنت بلکہ واجب بھی ہو۔ اللہ تعالٰی کا ارشادِ گرامی ہے: "صفا و مروہ اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے"۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اپنی خالہ ام المومنین محبوبۂ محبوب رب العلمین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق (اللہ تعالٰی ان کے

---

[1] القرآن ٢/ ١٥٨

وابیها وعلیها وسلم را ازیں آیت پرسید وگفت فواللہ ما علی احد جناح ان لا یطوف بالصفا والمروة ام المومنین فرمود بئس ما قلت یا ابن اختی ان هذه لو کانت کما اولتها علیه کانت لا جناح علیه ان لا یطوف بهما ولکنها انزلت فی الانصار کانوا قبل ان یسلموا یهلون لمناة الطاغیة التی کانوا یعبدونها عند المشلل فکان من اهل یتحرج ان یطوف بالصفا والمروة فلما اسلموا سئلوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن ذلک قالوا یا رسول اللہ انا کنا نتحرج ان نطوف بین الصفا والمروة فانزل اللہ تعالٰی ان الصفا والمروة من شعائر اللہ الاٰیة وقد سن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الطواف بینهما فلیس لاحد ان یترک الطواف بینهما[1] نظر کردنی است ام المومنین چساں نفی حرج را بر دفع توہم حرج فرود آورد و وہم عروه را بیک دم دلیل ساطع رد کرد که اگر چناں بودے لا جناح علیه ان لا یطوف بودے

مبارک خاوند، ان کے والد گرامی، خود ان کی ذات پر رحمت و سلام نازل فرمائے) سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں پُوچھتے ہُوئے کہا اللہ کی قسم صفا و مروہ کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں تو ام المومنین نے فرمایا اے بھتیجے! تُو نے بہتر قول نہیں کیا اگر اس کا معنٰی یہی ہوتا جو تُو نے کیا ہے تو اس کے الفاظ یُوں ہوتے "نہیں گناہ اس پر اگر وہ ان کا طواف نہ کرے" لیکن یہ تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام سے پہلے مقام مشلّل میں "مناۃ" کی عبادت کیا کرتے تھے تو ان میں سے جو شخص حج کے لئے آتا وہ صفا و مروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتا جب انصار اسلام لائے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہُوئے عرض کیا کہ ہم صفا و مروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتے ہیں، تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "صفا و مروہ اللہ تعالٰی کی نشانیاں ہیں" (الآیۃ) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان طواف کو سنّت قرار دیا، تو اب کوئی ان کے طواف کو ترک نہیں کرسکتا۔ دیکھا ام المومنین نے نفی حرج کو دفعِ توہم پر چسپاں کرتے ہُوئے حضرت عروہ کے وہم کو واضح دلیل سے رَد کردیا اور کہا اگر معاملہ ایسے ہوتا تو الفاظ یہ ہوتے "نہیں گناہ اس پر کہ ان دونوں کا طواف نہ کرے" "ان کا طواف کرے" کے الفاظ

---

[1] صحیح البخاری باب وجوب الصفا والمروۃ وجعل من شعائر اللہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۲۲

نہ ان یطوف یعنی منافی وجوب نفی حرج از ترک است نہ از فعل کہ او خود لازم وجوب است زیراکہ واجب را در ترک حرج باشد و ثبوت حرج دراں مستلزم انتفائے آں از فعل است و اثبات لازم منافی ثبوت ملزوم نباشد بلکہ مؤکد و مقرر آں است ایں معنی شریف را بالطف و اخصر لفظے ادا فرمود ولہذا چوں عروہ ایں حکایت پیش ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام برد ابوبکر گفت ان ھذا لعلم و آیت را سببے دیگر از اہلِ علم آورد کہ ذکر اللہ تعالٰی الطواف بالبیت ولم یذکر الصفا والمروۃ فی القراٰن قالوا یارسول اللہ کنا نطوف بالصفا والمروۃ وان اللہ تعالٰی انزل الطواف بالبیت فلم یذکر الصفا فھل علینا من حرج ان نطوف بالصفا والمروۃ فانزل اللہ تعالٰی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ الاٰیۃ قال ابوبکر فاسمع ھذہ الاٰیۃ نزلت فی الفریقین[1] الخ رواہ الشیخان ایں دگر نیز از ھماں وادی ست کما لایخفی در ردالمحتار باب ما یکرہ فی الصلوٰۃ قبیل احکام المسجد

نہ ہوتے یعنی وجوب کے منافی ترک سے حرج کی نفی ہے، فعل سے حرج کی نفی منافی نہیں، فعل تو خود لازم واجب ہے کیونکہ ترکِ واجب میں حرج ہے اور اس میں ثبوتِ حرج اس بات کو مستلزم ہے کہ اس فعل کی نفی ہو اور کسی لازم کا اثبات ملزوم کے ثبوت کے منافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے مؤکد اور ثابت کرنے والا ہوتا ہے، اس مبارک معنی کو انھوں نے کتنے احسن اختصار کے ساتھ بیان فرمادیا، یہی وجہ ہے کہ جب یہ بات حضرت عروہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے سامنے رکھی تو انھوں نے کہا علم یہی ہوتا ہے، اس آیت کے نزول کا سبب اہلِ علم نے ایک اور بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا مگر صفا و مروہ کے طواف کا ذکر نہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم صفا و مروہ کا طواف کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰی نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا و مروہ کا ذکر نہیں کیا تو کیا ہمارا صفا و مروہ کا طواف کرنا صحیح نہیں؟ تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی: "بلاشبہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں" ابوبکر نے کہا اس آیت کو سنو جو دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے الخ (بخاری و مسلم) یہ دوسرا بھی اسی (دفعِ وہم) معاملہ سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ واضح ہے۔ ردالمحتار میں احکام مسجد سے تھوڑا سا

---

[1] صحیح البخاری باب وجوب الصفا والمروۃ وجعل من شعائر اللہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۳

است، قد یقال ان لاباس ھنا لدفع مایتوھم ان علیہ باسا فی عدم الاجابۃ[1] نیز دراوائل ادراک الفریضۃ گوید لیس کلمۃ لاباس ھنا لخلاف الاولٰی لان ذٰلک غیر مطرد فیھا بل قد تاتی بمعنی یجب[2] ہم درباب العیدین فرمود کلمۃ لاباس قد تستعمل فی المندوب کما فی البحر من الجنائز والجھاد ومنہ ھذا الموضع[3] اینجا نیز از آنرو کہ قیام فی الطاق را مکروہ فرمودہ بودند توہم می شود کہ شاید ایں چناں قیام کہ سجدہ در طاق افتد نیز مکروہ باشد دفع ایں التباس را لاباس آوردند ـــ اما نفی تنافی از دو کلام شامی **فاقول** محقق سامی علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی در ہر دو باب کلام امام امام الکلام وکلمات علمائے کرام از مبسوط ودرایہ وتاتارخانیہ آوردہ مقتضایش وانمود کہ قضیۂ ایں سخن کراہت ترک محراب است مرامام را مطلقاً اگرچہ میانۂ صف ایستد ایں اطلاق را بنظر او دو تخصیص بود، یکے مستفاد از حکم

پہلے "باب مایکرہ فی الصلوٰۃ" میں ہے یہ کہا گیا ہے کہ اس مقام پر "لاباس" کا ذکر اس وہم کے ازالے کے لئے، کہ یہاں حرج ہے، اور ادراک الفریضہ کی ابتداء میں ہے لاباس کا کلمہ یہاں خلافِ اولٰی کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ معنٰی غیر یقینی ہے بلکہ وُہ تو بعض اوقات وجوب کا معنی دیتا ہے اور باب العیدین میں بھی فرمایا لاباس کا کلمہ مندوب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ بحر کے باب الجنائز اور باب الجہاد میں ہے اور مذکورہ مقام اس کے باب الجہاد سے ہے یہاں بھی فقہاء نے جو طاق میں قیام کو مکروہ فرمایا تو اس سے وہم پیدا ہوا شاید اس طرح کھڑا ہوکر سجدہ طاق میں کرنا بھی مکروہ ہے لہٰذا اس کو لاباس کے ساتھ دفع کردیا ـــ رہا معاملہ امام شامی کی دو عبارات میں منافات ہونے کا **فاقول** (تو میں کہتا ہوں) محقق سامی علامہ شامی نے دونوں مقامات پر امام کی گفتگو جو کلام کی امام ہے اور دیگر فقہاء کرام کی مبسوط، درایہ اور تاتارخانیہ کے حوالے سے جو عبارات نقل کی ہیں ان کا مقتضٰی یہ ہے کہ امام کے لئے محراب کا ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ صف کے درمیان ہی میں کھڑا ہو، اس کے اطلاق کے لئے ان کی نظر میں دو تخصیصیں

---

[1] ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۸۴

[2] " " باب ادراک الفریضہ " " " " ۱/۵۲۶

[3] " " باب العیدین " " " " ۱/۶۲۱

منصوص وآں تخصیص امام غیر راتب ست اے در مسجد محلہ زیرا کہ فرق احکام راتب وغیر او ہمانجاست اما مساجد القوارع والجوامع العامۃ وامثالها فلا راتب لها وان کان فلا فضل له علی غیرہ بل الکل فیها سواء ولذا کانت کل جماعۃ فیها جماعۃ اولٰی وکان الافضل فی کل جماعۃ ان تقام باذان واقامۃ جدیدین[1] کما نص علیه فی الخانیۃ وغیرها وبیناہ فی فتاوٰنا علماء تصریح فرمودہ اند کہ بعد امام راتب یعنی بعد جماعت اولٰی در مسجد محلہ امام دیگر را باید کہ از محراب عدول نماید **اقول** ولعل ذلک ابانۃ لشرف الاولٰی وتنبیه علی ان من تاخر اُخر عن اشرف المقامات وایضا قد تأدی حق المسجد فلا یکرر فی صلوۃ مرتین لحدیث لایصلی بعد صلوۃ مثلها[2] رواہ ابن ابی شیبة عن امیر المؤمنین الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنه من قوله وظاهر کلام الامام محمد انه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال المحقق علی الاطلاق فی الفتح

ہیں، ایک تو حکم منصوص سے مستفاد ہے اور وہ تخصیص غیر مقررہ امام جب محلہ کی مسجد میں ہو، کے اعتبار سے ہے، کیونکہ مقرر اور غیر مقرر کے درمیان فرق مسجدِ محلہ ہی کے اعتبار سے ہے۔ رہا معاملہ مساجد شوارع یا عام جامع مسجد کا تو وہاں امام مقرر نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو اُسے دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ اس میں تمام برابر ہیں اسی لئے وہاں کی ہر جماعت، جماعتِ اولٰی ہوتی ہے اور ہر جماعت میں افضل یہی ہے کہ وُہ نئی اذان وتکبیر کے ساتھ ہو، اس پر خانیہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ مقرر امام یعنی جماعت اولٰی کے بعد مسجدِ محلہ میں دوسرے امام کو محراب سے عدول کرنا چاہئے **اقول** شاید اس میں پہلی کے شرف کا اظہار ہے اور اس پر تنبیہ ہے کہ ہر وُہ شخص جو جماعت اولٰی سے مؤخر ہو جاتا ہے وہ اعلٰی مقامات سے بھی مؤخر ہو جاتا ہے، اور یہ بھی ہے کہ مسجد کا حق ادا ہوگیا تھا لہذا نماز میں دو دفعہ تکرار اس حدیث کی بنا پر "مناسب نہیں کہ نماز کے بعد اس کی مثل نہ پڑھی جائے"، ابن ابی شیبہ نے اسے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے اور امام محمد کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے، محقق علی الاطلاق نے فتح میں

---

[1] فتاوٰی قاضی خان فصل فی المسجد مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۳۲

[2] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ ؍؍ ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۲۰۶

ومحمد اعلم بذلک منا[1] اھ وقد حملہ علی الجماعۃ الثانیۃ الامامان الجلیلان فخر الاسلام وفخر الدین قاضی خان قال فی البحر فالحاصل ان تکرار الصلوۃ ان کان مع الجماعۃ فی المسجد علی ھیأتہ الاولٰی فمکروہ[2] الخ وفی ردالمحتار عن الغنیۃ عن البزازیۃ عن ابی یوسف اذا لم تکن علی الھیأۃ الاولٰی لاتکرہ والا تکرہ قال وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیأۃ وفیہ عن التاتارخانیۃ عن الولوالجیۃ وبہ ناخذ[3] ایں تخصیص چوں مبنی بر تنصیص بود ہر دوجا او را عیاں نمود، و در مکروہات خود سخنے در آں نفرمود بلکہ در آخرش بجملہ فاغتنم ھذہ الفائدۃ لب کشود دوم آنکہ از حکمت وعلتش استنباط خواست وتحقیقش علی ما اقول چنانست کہ معہود ومتوارث از زمان برکت توامان حضور سید الانس والجان وعلٰی آلہ افضل الصلوۃ والسلام قیام امام در محراب است فاما ظاہر ایں سنت مقصود لعینہا نیست بلکہ لغیرہا واصل سنت توسط امام در صف است لحکم بالغۃ سیأتیک بیان بعضہا ان شاء اللہ تعالٰی ولہذا جائیکہ قیام در محراب

فرمایا امام محمد ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں، دو بزرگ امام فخر الاسلام اور فخر الدین قاضی خاں نے اسے دوسری جماعت پر محمول کیا ہے۔ بحر میں ہے حاصل یہ ہے کہ اگر تکرار جماعت محلہ کی مسجد میں پہلی حالت پر ہے تو مکروہ ہے الخ ردالمحتار میں غنیہ وہاں بزازیہ سے امام ابو یوسف کے حوالے سے ہے کہ جب پہلی حالت کے مطابق نہ ہو تو کراہت نہیں ورنہ کراہت ہوگی فرمایا یہی صحیح ہے اور محراب سے عدول کرلینے سے حالت بدل جاتی ہے اور اس میں تاتارخانیہ وہاں ولوالجیہ سے ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے یہ تخصیص چونکہ دونوں جگہ پر نصوص فقہاء پر مبنی تھی اس لئے اس کی تصریح کردی اور مکروہات میں اس پر خود کچھ نہ فرمایا بلکہ اس کے آخر میں یہ جملہ کہہ دیا "اس فائدہ کو غنیمت جان لو" دوسری (تخصیص) اس کی حکمت اور علت سے مستنبط ہوتی ہے اس کی تفصیل میرے نزدیک یہ ہے کہ حضور سید الانس والجن صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوۃ والسلام کی ظاہری حیات سے امام کا محراب میں کھڑا ہونا آرہا ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ یہ سنت بذاتہٖ مقصود نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے مقصود ہے بلکہ اصل سنت امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا ہے ان عظیم حکمتوں کی وجہ سے جن میں سے بعض کا تذکرہ آرہا ہے ان شاء اللہ تعالٰی، لہذا وہ جگہ جہاں محراب

---

[1] ردالمحتار بحوالہ فتح القدیر باب الوتر والنوافل مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۵۱۶

[2] بحر الرائق " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۶۲

[3] ردالمحتار مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد " مصطفی البابی مصر ۱/۲۹۱

باتوسطِ صف برطرف افتد اعنی جمع میان ہر دو نتواں کرد آنجا توسطِ صف اختیار کنند وقیام محراب راترک دہند مثلاً مسجد صیفی درجنب شتوی باشد ومردماں بکثرت گرد آمدند کہ ہر دو مسجد بصفوفِ صلوٰۃ یکے شد آں گاہ راامام راحکم ست کہ محراب گزاشتہ بکنارِ دیوار ایستد تا میانۂ صفہا باشد فی ردالمحتار عن معراج الدرایۃ عن مبسوط الامام بکر خواھر زادہ السنۃ ان یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولوقام فی احد جانبی الصف یکرہ ولوکان المسجد الصیفی بجنب الشتوی وامتلأ المسجد یقوم الامام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبیہ والاصح ماروی عن ابی حنیفۃ الٰی قولہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام توسطوا الامام[1] پس ایں استدلال بحدیث وآں فرع نفیس خاصہ بعد ازاں مقال کہ السنۃ ان یقوم فی المحراب وتعلیلش بآں کہ لیعتدل الطرفان وتعقیبش بقول او ولوقام فی احد جانبی الصف یکرہ[2] ایں ہمہ دلیل روشن است برآنکہ اصل مقصود توسیط امام ست نہ نفسِ قیام فی المحراب

میں کھڑا ہونا اور وسطِ صف دونوں جمع نہ ہوسکتے ہوں تو وہاں امام وسطِ صف کو اختیار کرے اور محراب میں قیام کو ترک کردے مثلاً مسجد صیفی شتوی کے پہلو میں ہو اور لوگ کثیر ہوں اور دونوں مساجد کی دو صفیں ایک ہوجائیں تو امام کے لئے حکم ہے کہ وہ محراب کو چھوڑ کر دیوار کے پاس کھڑا ہو تاکہ صفوں کے درمیان ہوجائے، ردالمحتار میں معراج الدرایہ وہاں مبسوط امام بکر خواہر زادہ سے ہے کہ امام کے لئے محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ دونوں اطراف میں برابری ہوجائے، اگر صف کی ایک جانب کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہے اور اگر مسجد صیفی، شتوی کے پہلو میں ہو، مسجد بھر جائے تو امام دیوار کی جانب کھڑا ہو تاکہ لوگ دونوں طرف برابر ہوجائیں اور اصح طور پر امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا امام کو درمیان میں کھڑا کرو، پس اس حدیث سے استدلال اور اس پر اس فرع کا ذکر کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے، اس کی علت یہ تاکہ دونوں اطراف برابر ہوجائیں اور اس کے بعد یہ قول ذکر کرنا کہ اگر امام کسی صف کی ایک جانب کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہوگا۔ یہ تمام کے تمام اس بات پر روشن دلیل ہیں کہ اصل مقصود امام کا درمیان میں کھڑا ہونا ہے محراب میں کھڑا ہونا مقصود نہیں،

---

[1] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲/۴۲۰

[2] ایضاً

آرے غالب آنست کہ محراب مقام تعادل طرفین ست چوں صف کامل باشد خود ظاہر ست و آں گاہ بترک محراب ترک سنت مقصودہ بالفعل نقد وقت ست ورنہ در عامۂ مساجد استکمال صف بہ پس آیندگاں مرجو و متوقع می باشد و زیادتش بنہجیکہ توسط موجود از ہم باشد پس ترک محراب تعرض بترک سنت و مخالف عمل امت بود واحکام فقہیہ بر امور غالبہ انسحاب یابد ازیں امر حکم بہ سنیت قیام فی المحراب کردہ اند اما اگر مسجدے در جائے خامل بعید از ممر و مورد باشد کہ ہمیں چند کساں درو حاضر اند و آں بقدر زیادت اصلا متوقع نیست آں جا اگر امام راتب در گوشۂ از مسجد میانۂ صف موجود ایستد ظاہر مخالف سنت نباشد زیرا کہ سنت قولیہ وسطوا الامام خود ادا شد و سنتِ فعلیہ مبتنی بر ہمیں حکمت بود و ایں جا از عدم توقع زیادت مذکور خود را بمعرض مخالفت افگندن لازم نیست و فعل متوارث از زمان اقدس در مسجدے ست از اشہر و اعمر مساجد بود، ہمچو مسجدے خامل را بر آں قیاس نتواں کرد و کراہت حکم شرعی ست بے دلیل شرعی رنگ ثبوت نیابد پس ظاہراً ایں صورت نادر تر باشد ایں ست مطمح نظر علامۂ شامی و ایں جملہ مطالب را باوجز کلام

ہاں اغلب یہی ہے کہ محراب ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں دونوں جانبوں میں برابری ہوتی ہے۔ جب صف مکمل ہو تو خود ظاہر ہے کہ اس وقت محراب کو چھوڑنا موقعہ پر سنتِ مقصودہ کو ترک کرنا یعنی وسط کا ترک لازم آئیگا ورنہ عام مساجد میں بعد میں آنے والے حضرات سے صف کا مکمل ہونا متوقع ہوتا ہے اور صف کے زائد بھی ہو سکتے ہیں لیکن توسط موجود ہونے پر کوئی حرج نہیں پس اس صورت میں محراب کو ترک کرنا سنت کا ترک اور امت کی مخالفت ہوگی۔ اور احکامِ فقہیہ اکثر طور پر امورِ غالبہ پر جاری کیے جاتے ہیں اسی وجہ سے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنت قرار دیا گیا ہے، اب اگر بے آباد مسجد ایسی جگہ پہ ہے جو گزرگاہ اور جائے وُرود سے دُور ہے اس میں چند لوگ اکٹھے ہیں اب اس سے زیادہ افراد کی توقع بھی نہیں تو امام اس مسجد کے کسی کونے میں موجود صف کے درمیان کھڑا ہو سکتا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ سنت کے خلاف نہیں کیونکہ سنتِ قولیہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو" پر عمل ہو رہا ہے اور سنتِ فعلیہ بھی اسی حکمت پر مبنی ہے اور اس جگہ زیادہ کی عدم توقع سے مخالفت میں ڈالنا لازم نہیں آتا، اور آپ کی ظاہری حیات سے جو معمول چلا آرہا ہے وہ مشہور اور آباد مسجد میں ہے اس طرح کی گمنام مسجد کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کراہت حکم شرعی ہے جو کسی شرعی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت کا ظہور نادر تر ہے، علامہ شامی کا مطمحِ نظر یہی ہے اور ان تمام مطالب کو انھوں نے نہایت ہی اختصار

دریں دو لفظ ادا فرمود و الظاهر ان هذا فی الامام الراتب لجماعة کثیرة[1]

فمعنی قوله الامام الراتب ای امام الجماعة الاولی دون الثانیة وهو فی مسجد المحلة ظاهر و فی غیرہ کل امام لان جمیع جماعاته اولی فالکل فی حکم الراتب فی مسجد المحلة ومعنی قوله لجماعة کثیرة ای واقعة او متوقعة وکذا قوله لئلا یلزم ای حالا او مآلا ظنا واحتمالا هذا ما یعطیه الفقه فی تفسیر کلامه وتبیین مرامه واللّٰه تعالٰی اعلم باحکامه لکن ازانجا کہ برخلاف تخصیص اول اینجا نصے کہ مفید او باشد بدست نبود باستظہار خودش بودن او تصریح نمود و در آخر امر بتأمل فرمود زیرا کہ می تواند کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام را در نفس قیام امام راتب فی المحراب حکمتے باشد پس جزم بحکم نتواں نمود کما ھو دأب العلماء فی ابحاثھم ایں را تنافی نتواں گفت کہ جائے بر منصوص ومفاد بر نصوص اقتصار ورزیدہ وجائے برائے خود استظہار خصوصے وگر نمودہ نظر تا ایں ترک و

کے ساتھ ان دو الفاظ میں بیان کر دیا ہے "اور ظاہر یہی ہے کہ یہ مقرر امام اور جماعت کثیرہ کے لئے ہے" امام راتب سے مراد پہلی جماعت کا امام ہے دوسری کا نہیں اور یہ بات مسجدِ محلہ میں ظاہر ہے، اس کے علاوہ مسجد میں ہر امام مراد ہے کیونکہ وہاں کی تمام جماعتیں اُولیٰ ہیں لہذا وہاں کا ہر امام مسجد محلہ کے امام مقرر کے حکم میں ہوگا، جماعت کثیرہ سے مراد نفس الامر میں لوگ کثیر موجود ہوں یا ان کی توقع ہو اسی طرح اس کا قول" تاکہ لازم نہ آئے" حالاً یا مآلاً، ظناً اور احتمالاً مراد ہے جو شامی کے کلام کی تفسیر و مقصد کی تفصیل کے بارے میں عطا ہوا، اللہ تعالٰی اپنے احکام کا سب سے زیادہ عالم ہے لیکن اس وجہ سے کہ تخصیص اول کے خلاف اس جگہ کوئی ایسی نص جو انھیں مفید ہوتی ان کے ہاتھ میں نہ تھی تاکہ اپنے اظہار کی صورت میں اس کی تصریح کرتے اور آخر میں "غور کرو" فرمایا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں محراب میں امام راتب کے نفسِ قیام میں کوئی حکمت ہو۔ لہذا اس پر جزماً حکم جاری نہیں کیا، علماء کا ایسے مقامات میں بحث کا یہی طریقہ رہا ہے۔ تو اسے منافات نہیں کہہ سکتے "ایک جگہ پر حکم منصوص اور نصوص سے مستفاد پر منحصر آیا ہے اور دوسری جگہ خود اپنی رائے کا اظہار ہے اس ترک و

---

[1] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۲۰

اظہار و اقتصار و استظہار در کلام شراح و محشین 2 وخود علامہ شامی بوفور یافتہ می شود فانھم اذا لم یجزموا بما استظھروا لم یتات لھم المشی علیہ و انما یمشون علی المنصوص وینقطعون الیہ ویقفون لدیہ۔

اما تحقیق کلام در تفسیر و احکام محراب و قیام

فاقول و باللہ التوفیق وبہ الاعتصام۔ حضرت عزہ منزہ از صورت جلت آلاءہ و توالت نعماءہ دریں عالم ہر شئے را صورتے دادہ است و ہر صورت را حقیقتے نہادہ شرع مطہر در غالب احکام مطمح نظر حقیقت شئ را داشت و صورت را نیز مہمل نگزاشت اے بسا احکام کہ تنہا بر صورت میرود و گاہے بمجموع حقیقت و صورت بہیأت اجتماعیہ ملحوظ می شود و کل ذلک جلی عند فضلکم لایخفی علی مثلکم پس چنانکہ مسجد را حقیقتے ست و آں بقعۂ مخصوصہ موقوفہ للصلوۃ مفرزۃ فی جمیع الجہات عن حقوق العباد ست کہ ہیچ بنائے عمارت را در سنخ ماہیتش مدخلے نیست فی الخانیۃ و فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن الواقعات للامام الصدر الشہید رجل لہ ساحۃ لابناء

اظہار اور اقتصار و استظہار کے متعدد نظائر شارحین و محشین اور خود علامہ شامی کے ہاں کثرت کے ساتھ موجود ہیں کیونکہ جب تک فقہاء کو اپنی رائے پر جزم نہ ہو وُہ اس پر عمل نہیں کرسکتے وہ احکام منصوصہ پر چلتے ہیں انھیں کی طرف انقطاع اور رجوع کرتے ہیں اور انھیں پر گامزن ہوجاتے ہیں۔

اب رہ گیا معاملہ محراب و قیام کے احکام و تفسیر کا تو اللہ کی توفیق اور اس کے سہارے سے **میں کہتا ہوں** اس ذاتِ اقدس نے جو صورت سے منزہ ہے اس کی قدرتیں اور نعمتیں مسلسل ہیں اس کائنات میں ہر شئی کو اس نے صورت بخشی ہے اور ہر صورت کو ایک حقیقت دے رکھی ہے شریعتِ مطہرہ کے احکام میں مطمح نظر اغلب طور پر شے کی حقیقت ہے لیکن صورتِ شے کو بھی بے فائدہ نہیں چھوڑا، بہت دفعہ احکام صورت پر جاری ہوتے ہیں اور بعض اوقات حقیقت و صورت دونوں کے مجموعہ پر بحیثیت اجتماعی احکام لاگو ہوتے ہیں، فاضل لوگوں کے ہاں یہ نہایت ہی واضح اور آپ جیسے لوگوں سے مخفی نہیں جیسا کہ مسجد کی حقیقت ہے جس سے مراد وہ بقعہ ہے جو نماز کے لئے مخصوص وقف شدہ ہو اور ہر لحاظ سے بندوں کے حقوق سے علیحدہ کیا گیا ہو اس کی حقیقت میں عمارت کا کوئی دخل نہیں، خانیہ اور ہندیہ میں ذخیرہ سے وہاں امام صدر الشہید کی واقعات کے حوالے سے ہے کہ ایک آدمی کی کھلی جگہ تھی جس میں کوئی

فیہا امر قوما ان یصلوا فیہا ابدا و امرھم بالصلٰوۃ مطلقا و نوی الابد صارت الساحۃ مسجدا لو مات لایورث عنہ[1] اھ مختصرا در آیۂ کریمہ انما یعمر مسٰجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ[2] وکریمہ ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المسٰجد[3] وحدیث خیر البقاع المساجد وشر البقاع الاسواق[4] رواہ الطبرانی وابن حبان والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر ومعناہ لمسلم عن ابی ھریرۃ ولاحمد والحاکم عن جبیر بن مطعم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وحدیث لاصلٰوۃ لجار المسجد الا فی المسجد[5] رواہ الدارقطنی عن جابر وابی ھریرۃ وفی الباب عن امیر المؤمنین علی وعن ام

تعمیر نہ تھی اس نے لوگوں سے کہا یہاں تم ہمیشہ نماز پڑھا کرو یا صرف مطلق نماز کا حکم کیا اور ہمیشگی کی نیت کی تو یہ جگہ مسجد قرار پائے گی اب وہ شخص اگر فوت ہو جاتا ہے تو اس کے ورثا اس زمین کے مالک نہ ہوں گے[1] اھ آیت مبارکہ "اللہ کی مساجد وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں"۔ آیت کریمہ "جب تم مساجد میں معتکف ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو" اور یہ حدیث کہ "سب سے اعلٰی جگہ مساجد ہیں اور بدتر جگہ بازار ہیں"۔ اسے طبرانی، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور مسلم نے اسی معنی کی روایت حضرت ابوہریرہ سے امام احمد اور حاکم نے حضرت جبیر بن مطعم سے اور انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ یہ اور حدیث کہ "مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں"۔ اسے دار قطنی نے حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے، اس سلسلہ میں امیر المومنین

---

[1] فتاوٰی ہندیہ باب المسجد وما یتعلق بہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۵۵

[2] القرآن ۹/ ۱۸

[3] القرآن ۲/ ۱۸۷

[4] مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی عن ابن عمر باب فضل المسجد مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۲/ ۶
الجامع الصغیر حدیث ۴۰۰۲ " دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۴۷۰
کنز العمال فضائل المسجد مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۷/ ۵۲-۶۴۸

[5] سنن الدارقطنی کتاب الصلٰوۃ " نشر السنۃ ملتان ۱/ ۴۲۰

المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم کلھم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واکثر احادیث واحکام فقہیہ متعلقہ بمساجد نظر اصلی یا کلی بہمیں حقیقت است و اورا صورتے ست کہ عبارت از بنائے مخصوص بروجہ مخصوص درآیہ کریمہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا[1] وکریمہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا[2] وحدیث ابنوا المساجد واتخذوھا جما[3] رواہ البیہقی عن انس وابن ابی شیبۃ عنہ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وحدیث ما امرت بتشیید المساجد[4] رواہ ابوداؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومسئلہ نقش ونگار مسجد بآب زر وغیرہا مراد ہمیں صورت

حضرت علی اور ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ تمام اور دیگر احادیث اور احکام فقہیہ کا تعلق بنظر اصلی یا کلی مسجد کی حقیقت کے ساتھ ہے البتہ مسجد کی ایک صورت ہوتی ہے جو بنائے مخصوص بروجہ مخصوص سے عبارت ہے، درج ذیل آیات اور احادیث میں یہی صورت مراد ہے "اگر اللہ تعالٰی بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو یہود ونصارٰی کی عبادت گاہیں اور مساجد گرادی جاتیں جن میں اللہ کا ذکر کثیر کیا جاتا ہے" "وہ لوگ جنھوں نے مسجد ضرار کو بنایا" اور حدیث "مساجد منڈی بناؤ ان میں کنگرے نہ رکھو۔" اسے بیہقی نے حضرت انس اور ابن شیبہ نے ان سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ حدیث "مجھے مساجد مزین کرنے کا حکم نہیں دیا گیا" اسے ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بیان کیا۔ مسجد کو سونے کے پانی کے ساتھ نقش ونگار کرنا کا تعلق صورت مسجد کے ساتھ

---

[1] القرآن ۲۲/ ۴۰
[2] القرآن ۹/ ۱۰۷
[3] السنن الکبرٰی للبیہقی باب کیفیۃ بناء المسجد مطبوعہ دارصادر بیروت ۲/ ۴۳۹
[4] السنن ابوداؤد باب فی بناء المسجد ر آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۶۵

ست ہمچناں محراب صورتے دارد و آں طاق معین در جدار قبلہ است و حقیقتش کہ ایں صورت برآں علم باشد موضعے ست از مسجد برائے قیام امام ملحوظ بدو لحاظ یکے آنکہ در عرض مسجد (کہ خطِ عمود ست بر خط مار از مصلی بقبلہ چنانکہ در دیارِ ما جنوباً شمالاً) واقع در وسط بود لحدیث وسّطوا الامام وسُدّوا الخلل[1] رواہ ابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وحکمت دراں تعدیل و اعتدال در قُرب وبُعد رجال وسماع قرأت واطلاع انتقال وسریان فیوض بہ یمینُ شمال از امام ست دوم آنکہ در جہت قبلہ تا حد تیسر شرعی و عادی ہرچہ تمام تر اقرب بقبلہ باشد لحدیث کان بین مصلی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبین الجدار ممر الشاۃ[2]، رواہ الائمۃ احمد والشیخان عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ و حدیث لایزال قوم یتأخرون حتی

ہی ہے۔ اسی طرح محراب کی ایک صورت ہے کہ وہ طاق جو قبلہ کی دیوار میں ہوتا ہے اور اس کی حقیقت جس پر یہ صورت علامت ہے وہ جگہ ہے جو قیامِ امام کے لئے دو لحاظ سے ہو، اس میں ایک لحاظ یہ ہو کر عرضِ مسجد میں (کہ گزرنے والے خط پر خطِ عمود ہو جو نمازی سے قبلہ کی طرف گزرنے والے خط پر جیسا کہ ہمارے علاقے میں جنوباً شمالاً) وسط میں واقع ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو اور صفوں کے رخنے بند کرو" اسے ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کے قرب وبُعد میں برابری ہو تاکہ قرأت سننے، امام کے اوپر نیچے انتقال پر اطلاع اور دائیں بائیں لوگوں پر فیضان میں آسانی ہوجائے؛ دوسرا لحاظ یہ کہ جہتِ قبلہ میں ہو تاکہ حدِ شرعی و عادی تمام تر قبلہ سے اقرب ہو اس حدیث کی بنا پر کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مصلّٰی اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کی جگہ ہوتی، اسے امام احمد، بخاری و مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، اور یہ حدیث کہ ہمیشہ لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے حتی کہ

---

[1] سُنن ابوداؤد مقام الامام فی الصف مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۹۹/۱

[2] صحیح البخاری باب قدرکم ان ینبغی ان یکون بین المصلی والسترہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۱/۱

یؤخرهم الله عزوجل[1] رواه مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجة عن ابی سعید رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وحدیث ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه لایصلین احدکم وبینه وبین القبلة فجوة[2] رواه عبدالرزاق فی مصنفه پس حکمت درو ے توسیع برائے مقتدیاں وپس آیندگاں وعدم تضییق بر ذاکراں وگزرندگاں وعدم تعطیل پارۂ از قبلۂ مسجد باہمال آں وتفاؤل حسن بقرب رحمت ونزدیکی رحمان ست جل وعلی فان احدکم اذا قام فی صلوته فانه یناجی ربه وان ربه بینه وبین القبلة[3] کما رواه الشیخان وغیرهما عن انس رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم پیداست وتعیین ایں موضع را بطاق معروف بلکہ بہیچ بنا ہرگز نیاز نیست تا آنکہ اگر مسجد ساحتے سادہ باشد ایں موضع بتعیین وتحدید او خود متعین می شود ودر زبان عرب نیز معنی محراب باصورت طاق جفت نیست عرباں ہر مکان رفیع وصدر

اللہ تعالٰی انھیں مؤخر فرمادے گا"۔ اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ حضرت ابن سعد کی یہ حدیث کہ "تم میں ہرگز کوئی نماز اس طرح ادا نہ کرے کہ اس کے اور قبلہ کے درمیان بیکار خالی جگہ رہے" اسے عبدالرزاق نے مصنف میں ذکر کیا ہے اس میں مقتدیوں اور بعد میں آنے والوں کے لئے وسعت، ذاکرین اور گزرنے والوں کےلئے عدم تنگی، مسجد کے قبلہ کی جانب کسی گوشے کا مہمل نہ ہونا، اللہ تعالٰی کے قربِ رحمت کے لئے نیک فال ہے کیونکہ جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے اس نمازی اور قبلہ کے درمیان اس کا رب ہوتا ہے جیسا کہ بخاری ومسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ محراب کو طاقِ معروف یا کسی اور تعمیر کی حاجت نہیں بلکہ اگر مسجد سادہ میدان ہو تو بھی مسجد کی حدود خود بخود متعین ہوجاتی ہیں اور عربی زبان میں محراب کا اطلاق صرف طاق پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر بلند جگہ، صدرِ مجلس اور گھر کی اعلٰی جگہ کو محراب کہا جاتا ہے

---

[1] صحیح مسلم تسویۃ الصفوف واقامتہا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۲/۱

[2] المصنف لعبدالرزاق ع ۲۳۰۶ باب کم یکون بین الرجل وبین سترتہ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۶/۲

[3] صحیح البخاری حک البزاق بالید من المسجد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۸/۱

مجلس واشرف مواضع بیت را محراب نامند لانہ مما یتنافس فیہ ویتنازع علیہ فربما ادی الی حرب وقتال وفی الحدیث اتقوا ھذہ المذابح یعنی المحاریب[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال المناوی فی التیسیر ای تجنبوا تحری صدور المجالس یعنی التنافس فیہا[2] ومحراب مسجد حسب تصریح ائمہ لغت وتفسیر از ہمیں معنی ماخوذ ست لانہ صدر المقام ومقدمہ واشرف موضع فیہ لکونہ مقام الامام اوسط قطعۃ تلی القبلۃ لاجرم محراب را بمطلق مقام فی المسجد تفسیر کردہ اند در مجمع بحار الانوار ست دخل محرابا لہم ھو الموضع العالی المشرف وصدر المجلس ایضا ومنہ محراب المسجد وھو صدرہ واشرف موضع فیہ ومنہ[3] ح انس کان یکرہ المحاریب ای لم یکن یحب ان یجلس فی صدر المجالس ویترفع علی الناس در قاموس فرمود المحراب الغرفۃ وصدر البیت واکرم

کیونکہ اس میں ایک دوسرے پر رشک کرتے اور اس حصول میں جھگڑتے ہیں بسا اوقات جنگ و قتال تک نوبت جا پہنچتی ہے، اور حدیث میں ہے ان مذابح یعنی محرابوں سے بچو، اسے طبرانی نے کبیر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا، شیخ مناوی نے تیسیر میں فرمایا یعنی صدورِ مجالس کی تلاش سے بچو یعنی اس میں تنافس سے بچو۔ ائمہ لغت وتفسیر کی تفسیر کے مطابق مسجد کا محراب بھی اسی معنی سے ماخوذ ہے کیونکہ یہ صدر مقام اور اعلٰی جگہ ہوتی ہے اس لئے کہ امام کی جگہ قبلہ سے متصل سب سے وسط میں ہے اسی لئے محراب کی تفسیر مسجد میں مطلق مقام سے کی ہے، مجمع بحار الانوار میں ہے وہ ان کے محراب میں داخل ہوا اور وہ محراب بلند و عالی جگہ ہے، صدرِ مجلس کو بھی کہا جاتا ہے اسی سے محرابِ مسجد ہے اور یہ صدر اور اعلٰی جگہ ہے، اسی پر حدیث دال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ محاریب کو پسند نہ کرتے یعنی لوگوں پر بلند اور صدر مجلس کے طور پر بیٹھنا پسند نہ کرتے۔ قاموس میں ہے محراب الماری، صدر گھر، گھر کا اعلٰی مقام،

---

[1] السنن الکبرٰی للبیہقی باب فی کیفیۃ بناء المساجد مطبوعہ دار صادر بیروت ۲/ ۴۳۹
[2] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۵۲ " دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۴۳
[3] مجمع بحار الانوار باب الحاء مع الراء " منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۴۹

مواضعه ومقام الامام من المسجد والموضع ینفرد به الملك فیتباعد عن الناس[1] در مختار رازی منتخب صحاح ست المحراب صدر المجلس ومنه محراب المسجد[2] در صراح ست محاریب پیشگاہ ہائے مجالس ومنه محراب المسجد[3] در مصباح المنیر ست المحراب صدر المجلس ویقال هو اشرف المجالس وهو حیث یجلس الملوك والسادات والعظماء ومنه محراب المصلی[4] در تاج العروس ست المحراب الغرفة وموضع العالی نقله الهروی فی غریبه عن الاصمعی وقال الزجاج المحراب ارفع بیت فی الدار وارفع مکان فی المسجد وقال ابو عبیدة المحراب اشرف الاماکن قال ابن الانباری سمی محراب المسجد لانفراد الامام فیه وبعده من القوم[5] وفی لسان العرب المحاریب صدور المجالس ومنه محراب المسجد ومنه محاریب غمدان بالیمن والمحراب القبلة ومحراب

مسجد میں امام کی جگہ، اور اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بادشاہ تنہا بیٹھتا ہو تاکہ لوگ دُور رہیں، مختار رازی منتخب صحاح میں ہے کہ محراب صدرِ مجلس کو کہا جاتا ہے، اور اسی سے محرابِ مسجد ہے صراح میں ہے محاریب مجالس کی اگلی جگہ، اسی سے محرابِ مسجد ہے۔ مصباح المنیر میں ہے محراب مجلس کے لئے اونچی جگہ کو کہا جاتا ہے وہ اعلٰی جگہ ہے کہ وہاں بادشاہ، سادات اور بڑے لوگ بیٹھتے ہیں، اسی سے عیدگاہ کا محراب ہے۔ تاج العروس میں ہے لفظ محراب کو ہروی نے غریب میں اصمعی سے نقل کیا اور زجاج نے کہا کہ گھر کا سب سے بلند مقام محراب کہلاتا ہے اور مسجد میں بلند جگہ۔ ابوعبیدہ نے کہا محراب بزرگ جگہ ہے۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ محراب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں امام اکیلا کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں سے دُور ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے کہ محاریب سے مراد جائے صدور ہے اسی سے محرابِ مسجد ہے، اسی سے محرابِ مسجد ہے، اسی سے یمن میں غمدان کے محراب اور محراب قبلہ ہے،

---

[1] القاموس باب الباء فصل الحاء مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۵
[2] الصحاح " " " دار العلم للملایین بیروت ۱/ ۸۸
[3] الصراح " " " مجیدی کانپور ص ۲۴
[4] مصباح المنیر تحت لفظ الحرب " منشورات دار الہجرۃ قم ایران ۱/ ۱۲۸
[5] تاج العروس فصل الحاء من باب الباء " احیاء التراث بیروت ۱/ ۲۰۷

المسجد ای صدرہ و اشرف موضع فیہ والمحراب اکرم مجالس الملوک عن ابی حنیفۃ وقال ابوعبیدۃ المحراب سید المجالس و مقدمہا واشرفہا قال وکذلک ھو من المساجد[1] اھ ملخصاً درمعالم التنزیل ست المحراب اشرف المجالس ومقدمہا و کذلک ھو من المسجد[2] درانوار التنزیل ست (المحراب) ای الغرفۃ اوالمسجد او اشرف مواضعہ ومقدمہا سمی بہ لانہ محل محاربۃ الشیطان کانہا (ای سیدتنا مریم) وضعت فی اشرف موضع من بیت المقدس[3] درشرح او عنایۃ القاضی ست ذکر للمحراب معانی المشہور منہا الاخیر ولذا اقتصر علیہ اخیرا فی قولہ کانہا الخ[4] درجلالین ست (المحراب) الغرفۃ وھی اشرف المجالس[5] درتفسیر کبیر ست المحراب الموضع العالی الشریف وقیل المحراب اشرف المجالس

مسجد کا محراب بھی اس کی اعلیٰ و اشرف جگہ ہوتی ہے یہ امام ابوحنیفہ سے ہے۔ ابوعبیدۃ کہتے ہیں کہ محراب مجالس کی اعلیٰ و اشرف جگہ ہوتی ہے اور اسی طرح مساجد کے محراب ہیں اھ تلخیصاً۔ معالم التنزیل میں ہے محراب سے مراد مجالس کی اعلیٰ اور مقدم جگہ ہے اور مسجد میں بھی محراب کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ انوار التنزیل میں ہے (محراب) یعنی کمرہ یا مسجد یا کمرہ و مسجد کی اعلیٰ و اشرف جگہ مراد ہے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شیطان سے محاربہ کی جگہ ہوتی ہے گویا (سیدہ مریم علیہا السلام) بیت المقدس کی اعلیٰ جگہ پہ پیدا ہوئیں، اس کی شرح عنایۃ القاضی میں ہے کہ محراب کے متعدد معانی ہیں ان میں سے مشہور آخری ہے اسی لئے ماتن نے اس آخری معنی پر "کانہا وضعت الخ" کے الفاظ سے اقتصار کیا۔ جلالین میں ہے (محراب) کمرہ، یہ مجالس کی اعلیٰ جگہ ہوتی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے محراب سے مراد بلند و اعلیٰ جگہ ہے، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے

---

[1] لسان العرب فصل الحاء المہملہ مطبوعہ دارصادر بیروت ۱/۳۰۵

[2] معالم التنزیل علی ہامش الخازن سورہ آل عمران مطبوعہ مصطفی البابی بیروت ۱/۳۴۲

[3] انوار التنزیل (بیضاوی) " " مطبع مجتبائی دہلی ۲/۸

[4] حاشیۃ الشہاب المعروف عنایۃ القاضی " " دارصادر بیروت ۳/۳۳

[5] تفسیر جلالین " " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۸

وارفعها[1] درکشاف ست غرفة و قیل اشرف المجالس و مقدمها[2] این ست معظم عبارات ائمۂ فن کہ از ہماں نفس موضع نشان می دہند نہ از صورت طاق و چناں ازو نشان دہند کہ او خود حادث ست در مساجد قدیمہ تا سال ہشتاد و ہشت ہجری نامے ازاں نبود افضل المساجد مسجد الحرام ہنوز ازاں خالیست و در مسجد اکرم سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نیز نہ بزمان اقدس بود نہ بعہد خلفائے راشدین نہ بعہد امیر معاویہ و عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی زمانۂ امارتِ خود احداث کردہ است و ما نا کہ حامل برآں غیر زینت اعلام مقام امام بعلامۂ ظاہرہ متبینہ باشد کہ در توسط صف خاصہ بمساجد کبار حاجت بنظر و آزمودن نیفتد و بشب نیز بے روشنی مدرک شود و برائے مقتدیاں بسجدۂ امام در طاق فراخی فراغے ہم نماید چوں کار مشتمل مصالح بود رواج گرفت و زاں باز در عامہ بلادِ اسلام معہود شد پس اطلاق محراب برآں نام مُعیّن برائے مُعَیّن ست اعنی تسمیۃ الدال باسم المدلول[عہ] سیّد سمہودی

اعلٰی و ارفع جگہ ہے۔ کشاف میں ہے محراب کا معنی کمرہ، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے اعلٰی و اشرف جگہ مراد ہوتی ہے۔ محراب کے بارے یہ ہیں تمام ائمۂ فن کی عبارات جن سے واضح ہو رہا ہے کہ اس سے مراد جگہ ہے طاق وغیرہ کی صورت کا نام نہیں بلکہ اٹھاسی ہجری سے پہلے مساجد قدیمہ میں اس کا وجود نہ ہوتا تھا سب سے افضل مسجد مسجد حرام اس سے اب تک خالی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات، خلفاءِ راشدین، امیر معاویہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم کے دور میں مسجد نبوی میں صورت محراب نہیں تھی بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی نے اپنے دورِ امارت میں محراب بنایا اور یہ تسلیم ہے کہ زینت کے علاوہ امام کی جگہ پر علامت کے طور پر محراب کا ہونا بہتر ہے خصوصاً بڑی مساجد میں تاکہ ہر دفعہ غور و فکر نہ کرنا پڑے اور رات کو بغیر روشنی کے امام کو پایا جاسکے اور امام کے محراب میں سجدہ کی وجہ سے مقتدیوں کو وسعت بھی مل جاتی ہے تو جب محراب میں یہ مصالح تھے تو اس کا رواج ہوگیا اور تمام بلادِ اسلامیہ میں یہ معروف ہُوا تو یہ یہاں مدلول کا نام دال کو دیا گیا ہے۔ سیّد سمہودی قدس سرہٗ نے

عہ بتصریحات ہؤلاء الکبراء رحمہم اللہ

اکابر رحمہم اللہ تعالٰی کی ان تصریحات سے یہ بات (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] التفسیر الکبیر سورۂ آل عمران میں مذکور ہے مطبوعہ البہیۃ المصریۃ مصر ۸/ ۳۱

[2] تفسیر الکشاف " انتشارات آفتاب تہران ایران ۱/ ۴۲۷

قدس سرہٗ در خلاصۃ الوفا در فصل ہشتم باب چہارم فرماید یحیٰی عن عبد المھیمن بن عباس عن ابیہ مات عثمٰن ولیس فی المسجد شرفات ولا محراب فاول من احدث المحراب والشرفات عمر بن عبد العزیز[1] ہمدر فصل دوم ازاں فرمود لم یکن للمسجد محراب فی عھدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا فی عھد الخلفاء بعدہ حتی اتخذ عمر بن عبد العزیز فی امارۃ الولید[2] امام عسقلانی در فتح الباری شرح صحیح بخاری آورد قال الکرمانی من حیث انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یقوم بجنب المنبر ای ولم یکن لمسجدہ محراب[3] امام عینی در عمدۃ القاری شرح بخاری فرمود

خلاصۃ الوفا کے باب چہارم کی آٹھویں فصل میں فرمایا یحیٰی نے عبد المہیمن بن عباس سے انھوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید ہُوئے تو مسجد میں کنگرے اور محراب نہ تھے سب سے پہلے محراب اور کنگرے بنانے والے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، اسی کی دوسری فصل میں ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات اور خلفائے راشدین کے دَور میں محراب نہ تھا حتی کہ امارتِ ولید بن عبد الملک میں عمر بن عبد العزیز نے بنوایا۔ امام عسقلانی فتح الباری شرح البخاری میں فرماتے ہیں کہ امام کرمانی نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر کی ایک جانب کھڑے ہوتے یعنی اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا۔ امام عینی نے عمدۃ القاری شرح البخاری میں فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالٰی ظہر ان ما وقع فی الفتح مسألۃ القیام فی الطاق انہ بنی فی المساجد المحاریب من لدن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ سہوٌ فلیتنبہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

واضح ہوگئی کہ فتح القدیر میں امام کے محراب میں کھڑا ہونے کے بیان میں جو کہا گیا کہ یہ محراب مساجد میں رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات سے ہیں سہو و بھول ہے اھ[4] اس پر متنبہ رہنا چاہیے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] وفاء الوفاء الفصل السابع عشر مطبوعہ احیاء التراث بیروت ۲/۵۲۵

[2] وفاء الوفاء محراب المسجد النبوی وقت صنع 〃 〃 〃 ۱/۳۷۰

[3] فتح الباری شرح بخاری قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲/۱۲۱

[4] فتح القدیر باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۰

انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان یقوم بجنب المنبر لانه لم یکن لمسجد محراب[1] علامہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز در جذب القلوب شریف فرماید در زمان آں سرور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علامت محراب کہ الآن در مساجد متعارف ست نبود ابتدائے آں از وقت عمر بن عبدالعزیز ست در وقتیکہ امیر مدینہ منورہ بود از جانب ولید بن عبدالملک اموی[2] اھ ہمدراں ست طولِ مسجد در زمانِ ولید دویست ذراع بود وعرض آں یکصد و شصت و ہفت ذراع و وی در تکلّف و تصنّع عمارت باقصی الغایۃ کوشید وعلامت محراب کہ الآن در مساجد متعارف ست او ساخت و پیش ازاں نبود[3] اھ مختصراً ازیں تقریر منیر مستنیر شد کہ ہیچ مسجد شتوی خواہ صیفی تا آنکہ بقعہ سادہ موقوفہ للصلوٰۃ نیز از محراب حقیقی تہی نتواں بود وہموں ست مقام امام متوارث از زمان امام الانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام پس جائیکہ قیام امام فی المحراب راسنت گفتہ اند مراد ہمیں ست و نہ قیام در محراب صوری یا بازائے آں کہ او خود در زمان سنت بود و جائیکہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر کے پہلو میں قیام فرماتے کیونکہ اُس وقت مسجد میں محراب نہ تھا۔ علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز جذب القلوب میں فرماتے ہیں یہ محراب جو آج متعارف ہے رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں نہ تھا اس کی ابتداء ولید بن عبدالملک اُموی کے دور میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کی جبکہ وُہ مدینہ طیبہ کے گورنر تھے اھ اور اسی میں ہے کہ ولید کے دور میں مسجد کا طول چالیس ٤٠ ہاتھ اور عرض ایک سو سڑسٹھ ١٦٧ ہاتھ تھا اور عمارت بنانے میں تکلّف وتصنّع سے انھوں نے کام لیا اور علامتِ محراب جو آج کل مساجد میں متعارف ہے اُس دور میں نہ تھا اھ المختصر اس پُرنور تقریر سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ کوئی بھی مسجد خواہ شتوی ہو یا صیفی جب سے وُہ وقف ہُوئی ہے وہ محراب حقیقی سے خالی نہیں ہوتی اور یہی وُہ مقام ہے جو امام الانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات سے امام کی جگہ بنتا رہا لہذا جس جگہ بھی علماء نے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنّت کہا ہے وہاں یہی محراب حقیقی مراد ہے نہ کہ محراب صوری میں قیام مراد ہے یا اُس کے برابر جو اُس وقت

---

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری قدرکم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۴/ ۲۸۰

[2] جذب القلوب الٰی دیار المحبوب باب ششم دربیان عمارت مسجد شریف نبوی مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں لاہور ص ۷۳

[3] جذب القلوب الٰی دیار المحبوب باب ہفتم دربیان تغیرات و زیادات کہ بعد از وصلت ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ص ۸۸

مکروہ گفتند مراد در محراب صوری استادن ست بوجہیکہ پائے اندر قضائے او باشد بدلیل و آں اشتباہ حال امام ست بر قولے و تشبہ بہ یہود و شبہہٴ اختلاف مکان بر قول اصح و وجہ اطلاق محمد۔

بھی سنت تھا، اور جہاں علماء نے محراب میں امام کے قیام کو مکروہ قرار دیا ہے وہاں محراب صوری میں کھڑا ہونا ہے اس طریقہ پر کہ اس کے پاؤں محراب کے اندر ہوں، اس پر دلیل، ایک قول کے مطابق امام کے حال کا مشتبہ ہونا اور ایک قول پر یہود کے ساتھ تشابہ، لیکن اصح قول کے مطابق مکان کا مختلف ہوجانا ہے اور ایک وجہ امام محمد کے قول کا اطلاق ہے۔

اقول وفی تعلیل الاشتباہ نظر واشتباہ فانہ لایحصل غالبا الا اذا ازداد طول الصف وھو یحصل بدون القیام فی المحراب بل مع عدم المحراب والبناء اصلا وایضا ان ارید اطلاع الکل بنظر نفسہ فان النظر لہ حد لایتجاوزہ فکما یعجز عند قیام الامام فی المحراب لبعد مایعجز ایضا بدونہ علی بعد اخروان اکتفی بالاطلاع ولو بواسطۃ من معہ فی الصلٰوۃ فلا معنی للاشتباہ بالقیام فی المحراب ولا شك ان الاخیر ھو المعتبر والا لم یکن لکل من بعد الصف الاول بد من الاشتباہ ولا لمن فی طرف الاول علی بعد

اقول مشتبہ ہونے کی علت میں نظر و اشتباہ ہے کیونکہ یہ اکثر طور پر حاصل نہیں ہوتا مگر اس صورت میں جب صف زیادہ لمبی ہو اور یہ اشتباہ قیام فی المحراب کے بغیر بھی حاصل ہوجاتا ہے بلکہ اس وقت بھی جب محراب اور عمارت نہ ہو اور یہ بھی معاملہ ہے کہ کیا تمام مقتدیوں کا امام کو اپنی اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے کیونکہ نظر کی ایک حد ہے جس سے متجاوز نہیں ہوتی، تو جس طرح محراب کے اندر کھڑے ہونے پر امام کے بُعد کی وجہ سے وہ نظر نہیں آتا اسی طرح اس کے بغیر بھی بُعد کی وجہ سے ممکن ہے کہ وُہ نظر نہ آئے اور اگر محض اطلاع کافی ہے خواہ وہ بالواسطہ کسی مقتدی کے ذریعے ہو تو محراب میں کھڑے ہونے سے اشتباہ کا پیدا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا، اور بلاشُبہ آخری بات (وجہ) ہی معتبر ہے ورنہ ہر وُہ شخص جو صفِ اوّل کے بعد والی صف میں ہو اسے اشتباہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اسی طرح

یمنع النظر الا بالتفات عن القبلۃ در رد المحتار صرح محمد فی الجامع الصغیر بالکراھۃ ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببھا فقیل کونہ یصیر ممتازا عنھم فی المکان المحراب فی معنی بیت اٰخر وذلک صنیع اھل الکتب واقتصر علیہ فی الھدایۃ و اختارہ الامام السرخسی و قال انہ الاوجہ وقیل اشتباہ حالہ علی من فی یمینہ ویسارہ فعلی الاول یکرہ مطلقا وعلی الثانی لا یکرہ عند عدم الاشتباہ وایدالثانی فی الفتح بان امتیاز الامام فی المکان مطلوب و تقدمہ واجب وغایۃ اتفاق الملتین فی ذلک وارتضاہ فی الحلیۃ وایدہ لکن نازعہ فی البحر بان مقتضی ظاھر الروایۃ الکراھۃ مطلقا بان امتیاز الامام المطلوب حاصل بتقدمہ بلا وقوف فی مکان اٰخر و لھذا قال فی الولوالجیۃ وغیرھا اذا ضاق المسجد

اس کو بھی جو صف اوّل کے اطراف میں اتنا دور کھڑا ہو کہ نظر سے دیکھ نہ پائے۔ اشتباہ کو دور کرنے کے لئے ان کو اپنے قبلہ سے انحراف ضروری ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں اس محراب میں ہونے پر کراہت کا حکم لگایا ہے اور کوئی تفصیل نہیں دی اس لئے سبب کے بیان میں مشائخ کا اختلاف ہوا، ایک یہ ہے کہ امام ایسی صورت میں ممتاز ہو کر یوں ہوجاتا ہے جیسے وہ کسی دوسرے کمرے میں ہے اور یہ اہل کتاب کا طریقہ ہے۔ ہدایہ میں اسی پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ امام سرخسی نے اسے ہی پسند کیا اور کہا یہی مختار ہے۔ بعض نے کہا کہ امام اپنے دائیں بائیں مقتدیوں پر مشتبہ ہوجاتا ہے، پہلی صورت میں ہر حال میں کراہت ہے اور دوسری صورت میں جب اشتباہ نہ ہو کراہت نہ ہوگی۔ فتح میں یہ کہتے ہوئے دوسری کی تائید کی اور کہا کہ امام کا ممتاز مقام پر کھڑا ہونا تو مطلوب ہے اور اس کا مقدم ہونا واجب ہے اور اس میں دونوں فریق متفق ہیں اسے حلیہ میں پسند کیا گیا اور اس کی تائید کی لیکن بحر میں یہ کہتے ہوئے اس سے اختلاف کیا کہ ظاہر روایت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر حال میں کراہت ہو اور یہ کہ امام کا مطلوبہ امتیاز آگے ہونے سے حاصل ہوجاتا ہے یہ اس کے دوسرے مقام پر کھڑے ہونے پر موقوف نہیں ہے اسی لئے ولوالجیہ وغیرہ میں ہے کہ جب مقتدیوں پر مسجد

بمن خلف الامام لاینبغی لہ ذلک لانہ یشبہ تباین المکانین اھ یعنی وحقیقۃ اختلاف المکان تمنع الجواز فشبھۃ الاختلاف توجب الکراھۃ والمحراب وان کان من المسجد فصورتہ وھیأتہ اقتضت شبھۃ الاختلاف اھ ملخصا قلت ای لان المحراب انما بنی علامۃ لمحل قیام الامام لیکون قیامہ وسط الصف کماھو السنۃ لا لان یقوم فی داخلہ فھو وان کان من بقاع المسجد لکن اشبہ مکانا اٰخرفاورث الکراھۃ ولا یخفی حسن ھذا الکلام فافھم لکن تقدم ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما قصد بہ التشبہ لامطلقا ولعل ھذا من المذمومتامل[1] اھ کلام الشامی۔

اقول ولامحل المترجی بعد ما افادنا قلا عن الولوالجیۃ وغیرھا انہ یشبہ تباین المکانین وحقیقتہ تفسد فشبھتہ تکرہ بل لوعد ھذا دلیلا براسہ لکفی وشفی کما

تنگ نہ ہو تو امام کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ دونوں مقامات کا جُدا ہونا لازم آتا ہے اھ اور حقیقۃً جگہ کا اختلاف جوازِ نماز سے مانع ہے اور جہاں اختلاف کا شُبہ ہو وہاں کراہت ہوگی اور محراب اگرچہ مسجد میں ہی ہے لیکن اس صورت و ہیئت سے شبہ اختلاف پیدا ہوتا ہے اھ تلخیصاً قلت (میں (شامی) کہتا ہوں) محراب کا مقصد یہ ہے کہ وہ قیامِ امام کی علامت ہو تاکہ اس کا قیام صف کے درمیان ہو یہ مقصد نہیں کہ امام محراب کے اندر کھڑا ہو۔ محراب اگرچہ مسجد کا ہی حصہ ہے لیکن ایک دوسرے مقام کے مشابہ ہے لہذا اس سے کراہت ہوگی۔ اس کلام کا حسن واضح ہے اسے اچھی طرح محفوظ کرلو، لیکن پیچھے گزرا کہ تشبہ بُری بات میں مکروہ ہوتا ہے اور اس صورت میں جب تشبہ مقصود ہو ہر حال میں مکروہ نہیں اور ممکن ہے یہ مذموم میں سے ہو۔ (کلام شامی ختم ہوا)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ "شاید" کہنے کا محل نہیں کیونکہ اس نے ولوالجیہ وغیرہ سے نقل کردیا ہے کہ یہ عمل دو جگہوں کے متخالف ہونے کے مشابہ ہے اور اگر تباین حقیقۃً ہو تو اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر تباین کا تشابہ ہو تو نماز میں کراہت آئے گی بلکہ اگر اسے

---

[1] ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۷۷

2/ 2 لایخفی پیداست کہ ایں شبہہ و تشبہ و اشتباہ ہمہ با ہمیں در محراب صوری ست نہ حقیقی اما قیام بمحاذات محراب صوری آنچناں کہ سجدہ در طاق افتد پس فی نفسہ نہ کراہتے دارد لعدم الوجوہ المذکورۃ من الشبھۃ و التشبہ والاشتباہ فیہ نہ فضیلۃ لما قدمنا انہ لم یکن فی اصل السنۃ محراب صوری ولا محاذاتہ پس نظر بذات خودش نباشد جز مباح ازینجاست کہ ایں را سنت نگفتہ اند و چوں مکروہ ہم نبود دفع توہم را لا باس آوردند آرے اگر قیام بمحل محرابِ حقیقی موافق آید کما ھو الغالب لاجرم سنت باشد نہ ازاں رو کہ محاذات محراب صوری ست بل ازاں جہت کہ موافات محراب حقیقی ست ازیں تحقیق انیق بحمد اللہ روشن شد کہ اگر امام در مسجد صیفی بمحراب حقیقی ایستد یقیناً اصابت سنت یافتہ باشد و ہیچ کراہتے برو نبود گو محراب صوری را محاذی ہم مباش چنانکہ صیفی در عرض ازید از شتوی باشد آنگاہ باید کہ از محاذاتِ طاق بجانب زیادت میل کند و بوسط صیفی بایستد

مستقل دلیل بنایا جائے تو یہ کافی و شافی ہے جیسا کہ واضح ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ یہ شبہہ، تشبہ اور اشتباہ وغیرہ تمام صورتیں محراب صوری میں ہیں، نہ کہ حقیقی میں، محراب صوری کی محاذات میں اس طرح کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب میں ہو فی نفسہٖ مکروہ نہیں کیونکہ وجوہِ مذکورہ یعنی شبہہ، تشبہ اور اشتباہ یہاں نہیں ہیں اور نہ اس میں کوئی فضیلت ہے کیونکہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ اصلِ سنت میں نہ محراب صوری ہے اور نہ اس کی محاذات پس وہ اپنی ذات کے حوالے سے سوائے مباح کے کچھ نہیں، یہی وجہ ہے کہ اسے سنت نہیں کہا گیا، چونکہ مکروہ بھی نہیں تو علماء دفعِ توہم کے لئے لفظ "لا باس" لے آئے ہیں، اگر اس کی محاذات کا قیام محرابِ حقیقی کے موافق ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو اب یہ سنت ہوگا مگر اس کی وجہ محرابِ صوری کے محاذی ہونا نہیں بلکہ محرابِ حقیقی کے موافق ہونا ہے، بحمد اللہ اس شفاف تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اگر امام مسجد صیفی میں محراب حقیقی میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ یقیناً سنت کو پانے والا ہے اور اس پر ہرگز کوئی کراہت نہ ہوگی اگرچہ وہ محراب صوری کے محاذی نہ ہو، کیونکہ جب مسجد صیفی عرض میں شتوی سے زیادہ ہو تو اس وقت محراب کی محاذات میں جانب زیادت کی طرف ہو کر صیفی کے درمیان میں

www.[illegible]ratnetwork.org

محراب حقیقی قیام کردہ باشد و بدستور در شتوی نیز اگر طاق در حاق وسط نبود امام را طاق گذاشتہ بوسط شتوی عدول باید کہ محراب حقیقی بدست آید در ولایت افغانستان از علمائے زمان کہ قیام امام را در مسجد صیفی مکروہ گویند دلیل بر آں ازہماں مسئلہ سنیت قیام فی المحراب چوں در سوالیکہ نزد فقیر از اں ولایت آمدہ بود وانمود ناشی از اشتباہ معنی محراب است عزیزان او را محراب صوری گماشتند و از حقیقی غفلت کردہ اند و دانستہ شد کہ قیام در صوری سنّت نیست بلکہ بمعنی حقیقتش خود مکروہ است و آنکہ سنّت است بہ مسجد صیفی نیز نقد وقت ست پس کراہت از کجا امام ابن الہمام در فتح ایں معنی را رنگ ایضاح داد کہ فرمود لولم تبن (ای المحاریب) کانت السنۃ أن یتقدم فی محاذاۃ ذلک المکان لانہ یحاذی وسط الصف وھو المطلوب اذ قیامہ فی غیر محاذاتہ مکروہ[1] اھ و اگر چناں باشد کہ صیفی مطلقًا از صلاحیت اقامت جماعت بدر رود زیرا کہ آنجا محراب صوری نتواں یافت و مجرد محاذات اگرچہ از دور بسندہ نیست کما

کھڑا ہونا چاہئے تاکہ محراب حقیقی میں قیام ہوجائے اسی طرح شتوی میں بھی اگر طاق وسط میں نہیں تو امام طاق چھوڑ کر شتوی کے وسط میں ہوجائے تاکہ محرابِ حقیقی کو پایا جاسکے، افغانستان کے علاقے میں اس وقت کے علماء مسجد صیفی میں امام کے قیام کو مکروہ قرار دیتے ہوئے یہی دلیل دیتے ہیں کہ محراب میں کھڑا ہونا سنّت ہے کیونکہ اس ملک سے فقیر کے پاس جو سوال آیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ انھیں معنیِ محراب میں اشتباہ ہے اور انھوں نے محرابِ صوری مقرر کئے ہیں مگر محرابِ حقیقی سے غافل ہوگئے ہیں اور معلوم ہوا کہ صوری میں قیام سنّت نہیں بلکہ اسے حقیقی سمجھنا بذاتِ خود مکروہ ہے اور جو سنّت ہے وُہ صیفی مسجد میں بھی درست ہے، پس یہاں کراہت کہاں! امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں اسے واضح کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ بنے ہوئے نہیں (یعنی محاریب)، تو سنّت یہ ہے کہ اس جگہ کے محاذی کھڑا ہوا جائے کیونکہ وہ وسط صف کے محاذی ہے اور یہی مطلوب ہے کیونکہ محاذات کے علاوہ امام کا قیام مکروہ ہے اھ اور اگر ایسے ہو کہ صیفی اقامت جماعت کی صلاحیت نہ رکھتی کیونکہ وہاں محراب صوری نہیں اور صرف محاذات اگرچہ دُور سے ہو محراب کی نشانی نہیں ہے جیسا کہ تو نے

---

[1] فتح القدیر فصل یکرہ المصلی مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۰

علمت وقد اعترفوا بہ والا لم یحکموا بکراھۃ قیام الامام فی الصیفی مطلقا وایں برخلاف عمل ونیت جملہ امت ست مسجد را بر دو درجہ سرما و گرما از ہمیں رو بخش میکنند کہ بہر موسم اقامت جماعت بہ مسجد نتوانند اگر ایں پارہ از قیامِ امام معطل ماند لاجرم جماعت را نیز لازم باشد ہم در پارۂ شتوی صفہا بستن کہ انفرادِ امام بدرجۂ خود مکروہ ست پس از صیفی بہرہ نیابند مگر بعض قوم در بعض احیان آنگاہ کہ شتوی ہمہ آمودہ شود وایں یقیناً مخالف نیت وقصد جملہ بانیان وعمل وتوارثِ عامہ مومنان ست باز در ہندیہ و بزازیہ و خلاصہ وظہیریہ و خزانۃ المفتین وغیرہا کتب معتمدہ ست قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اھل الخارج فامھم وقام امام من اھل الداخل فامھم قال من سبق بالشروع فھو والمقتدون بہ لاکراھۃ فی حقھم[1] چرا بلائے نفی جنس مطلقاً سلب مستغرق نمایند چرا نگویند کہ امام مسجد صیفی ومقتدیانش بہر حال در گرو کراہت اند زیرا کہ قیام

سمجھا اور جیسا کہ انھوں نے اس کا اعتراف کیا ہے ورنہ وہ صیفی میں مطلقاً قیامِ امام کو مکروہ قرار نہ دیتے حالانکہ یہ بات تمام امت کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ مسجد کے دو درجے موسم گرما و سرما کے لحاظ سے کئے جاتے ہیں کہ ہر موسم میں ایک جگہ جماعت نہیں کرائی جاسکتی تو اگر یہ حصہ قیامِ امام سے معطل ہو تو لازم ہوگا کہ جماعت بھی شتوی حصے میں صفیں بنائے کیونکہ امام کا تنہا ہونا بذاتِ خود مکروہ ہے تو اس طرح صیفی حصہ سے فائدہ صرف بعض اوقات بعض لوگ اس وقت ہی اٹھاسکیں گے جب شتوی حصہ پُر ہوجائے گا' اور یہ بات تمام بانیانِ مساجد کی نیت اور عمل اور توارثِ اُمت کے خلاف ہے ہندیہ، بزازیہ، خلاصہ، ظہیریہ، خزانۃ المفتین وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے کہ کچھ لوگ مسجد کے اندر اور کچھ مسجد کے صحن میں تھے مؤذن نے اذان کہی اہلِ خارج میں سے امام نے جماعت کرائی اسی طرح اندر والوں میں سے امام نے جماعت کرائی تو جس نے پہل کردی وہ امام ہوگا اور تمام لوگ اس کے مقتدی ہوں گے ان کے حق میں کوئی کراہت نہ ہوگی کیونکہ یہاں لا نفی جنس انھوں نے استعمال کیا ہے جو مطلق سلب کا احاطہ کرتا ہے انھوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ مسجد صیفی کا امام اس کے مقتدی بہرحال کراہت میں مبتلا ہوں گے کیونکہ انھوں نے

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الخامس فی الامامۃ والاقتداء مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۴۵

فی المحراب را ترک گفتند بالجملہ ایں خطائے فاحش ست کہ ولایتیان دریں جزو زمان احداث کردہ اند ازیں باخبر باید بود۔

سخن راندن ماند از استظہار علامہ شامی عاملہ اللہ باللطف النامی **اقول** انچہ بالا گفتہ ایم غایت توجیہ کلام آں فاضل علام بود وہنوز گل نظرے دمیدن دارد ماثور و مورث چنانکہ دانی ہماں قیامِ امام در محراب حقیقی ست وآں مقام اشرف موضع وصدر مسجد ست چنانکہ شنیدی پس ترک او بے عذر شرعی عدول از افضل وخلاف متوارث العمل وفرع مبسوط دلالت برآں ندارد کہ اینجا فی نفسہٖ اصلاً منظور نیست بلکہ غایتش آنست کہ توسط صف سنت عظیمہ ہم از آں ست چوں ہر دو دست وگریبان شود اختیاً بسنّت توسط رود پس انچہ بدل می چسپد کلمات ائمہ را بر اطلاق آنہا داشتن اگرچہ در کمال خمول باشد غیر امام جماعت ثانیہ فی مسجد المحلہ را محراب حقیقی گذاشتن ست ھذا اٰخر الکلام فی ھذا المقام وقد اتضح بہ کل مرام وانکشف بہ جمیع الاوھام والتأمت کلمات الائمۃ الکرام وما توفیقی الا باللہ الملک العلام والسلام مع الاکرام علی مولٰنا عبد السلام واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

3
3

محراب میں قیام کو ترک کیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے جو اس دور میں ان علاقوں میں پیدا ہوتی ہے اس سے باخبر ہونا چاہئے۔

رہا معاملہ علامہ شامی کے مختار قرار دینے کا تو **میں کہتا ہوں** کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس فاضل علام کے کلام کی غایت توجیہ ہے اور جو کچھ منقول و متوارث ہے وہ امام کا محرابِ حقیقی میں قیام ہے اور وہ مقام سب سے اعلٰی اور صدرِ مسجد ہوتا ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے لہٰذا اس کا ترک بغیر کسی عذر کے افضل سے اعراض اور متوارث عمل کے خلاف ہے اور مبسوط کا جزئیہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ مقام فی نفسہٖ مقصود نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہ صف کے درمیان کھڑا ہونا سنتِ عظیمہ ہے کیونکہ جب دونوں میں تعارض ہو تو وسط میں کھڑا ہونا سنت اور مختار ہوگا، دل لگتی بات یہ ہے کہ ائمہ کے کلام کو اپنے اطلاق پر رکھیں اگرچہ یہ کمزور سی بات ہے تاہم اس سے محلہ کی مسجد میں پہلے امام کا حقیقی محراب کو چھوڑنا مراد ہے، یہ اس مقام میں آخری کلام ہے اور اس سے پورا مقصد واضح ہوگیا اور تمام ائمہ کا کلام موافق ہوگیا وما توفیقی الا باللہ الملک العلام والسلام مع الاکرام علٰی مولٰنا عبد السلام واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)